مولای صل وسلم دائما ابدا　　علی حبیبک خیر الخلق کلهم

درسِ حدیث

> استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ کے زیرِ اہتمام ہر اتوار کو نماز مغرب کے بعد جامعہ مدنیہ میں "مجلسِ ذکر" منعقد ہوتی تھی، ذکر سے فارغ ہوکر حضرت رحمہ اللہ حدیث شریف کا درس بھی دیا کرتے تھے۔ ذکر و بیان کی یہ مبارک اور روح پرور محفل کس قدر جاذب و پُرکشش ہوتی تھی الفاظ اس کی تعبیر سے قاصر ہیں۔
>
> محترم الحاج محمود احمد عارف صاحب کی خواہش و فرمائش پر عزیز بھائی شاہد صاحب سلمہ نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے بہت سے دروس ٹیپ ریکارڈر کے ذریعہ محفوظ کر لیے تھے اور پھر دروس والی تمام کیسٹیں انھوں نے مولانا سید محمود میاں صاحب کو عطا کر دیں۔
>
> ہماری دُعا ہے کہ حق کی مہربانی، توجہ اور سعی سے یہ انمول علمی جواہر ریزے ہمارے ہاتھ لگے، حق تعالیٰ ان سب کو بیش از بیش اجر سے نوازے۔ ہم ان شاء اللہ تعالیٰ یہ قیمتی لؤلؤ و لالا "انوارِ مدینہ" کے ذریعہ حضرت رحمہ اللہ کے مریدین و احباب تک قسط وار پہنچاتے رہیں گے۔
>
> واضح رہے کہ حضرت کے خلفِ اکبر اور جانشین حضرت مولانا سید رشید میاں صاحب کے زیرِ اہتمام ذکر و درس کا یہ سلسلہ بفضلہ تعالیٰ اب بھی جاری ہے۔
>
> ہنوز آں ابرِ رحمت درفشاں است　　خم و خمخانہ با مہر و نشان است

کیسٹ نمبر۲۱ سائیڈ بی ۳-۶-۱۹۸۳ء

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد و آلہ واصحابہ اجمعین

اما بعد! عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ لَاُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ فَلَمَّا اَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ كُلُّهُمْ يَرْجُوْنَ اَنْ يُّعْطَاهَا فَقَالَ اَيْنَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ فَقَالُوْا هُوَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَشْتَكِيْ عَيْنَيْهِ قَالَ فَاَرْسِلُوْا اِلَيْهِ فَاُتِيَ بِهٖ فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عَيْنَيْهِ فَبَرَأَ حَتّٰى كَاَنْ لَّمْ يَكُنْ بِهٖ وَجَعٌ فَاَعْطَاهُ الرَّايَةَ فَقَالَ عَلِيٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مِثْلَنَا قَالَ اُنْفُذْ عَلٰى رِسْلِكَ حَتّٰى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ وَاَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللّٰهِ فِيْهِ فَوَاللّٰهِ لَاَنْ يَّهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ يَّكُوْنَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ[1]

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۳

" حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے دن فرمایا تھا کہ کل میں یہ جھنڈا (جو کہ کمانڈری کی علامت ہے) ایک ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا اور وہ شخص اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اللہ کے رسول اُس کو دوست رکھتے ہیں جب صبح ہوئی تو ہر صحابی اس آرزو کے ساتھ کہ یہ سرفرازی اُسے ملے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (تمام صحابہ پر نظر ڈال کر) فرمایا کہ علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آنکھوں کی تکلیف نے ان کو پریشان کر رکھا ہے (اور اس عذر کی وجہ سے وہ یہاں موجود نہیں ہیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کو بھیج کر اُن کو بلوالو، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلا کر لایا گیا۔ حضور علیہ السلام نے اپنا لعاب دہن اُن کی آنکھوں میں ڈالا تو آنکھیں ایک دم اس طرح اچھی ہوگئیں جیسے ان میں کوئی تکلیف تھی ہی نہیں۔ اس کے بعد آپ نے جھنڈا حضرت علی رضؓ کو عطا فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ (اس سرفرازی سے بہت خوش ہوئے اور) عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ! میں ان لوگوں سے اس وقت تک لڑتا رہوں گا جب تک کہ وہ ہماری طرح (مسلمان) نہ ہوجائیں اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جاؤ اور نرمی اور بردباری کے ساتھ چل کر ان کے علاقہ میں پہنچو پھر (سب سے پہلے) ان کو اسلام کی دعوت دو اور ان کو اللہ کے وہ حقوق بتاؤ جو اسلام میں ان پر عائد ہوتے ہیں (اور اگر وہ اسلام کی دعوت کو ٹھکرادیں تو پھر ان سے جزیہ طلب کرو، اگر وہ جزیہ پر صلح کرنے سے بھی انکار کردیں تو پھر آخر میں اُن کے خلاف اعلانِ جنگ کرو اور ان سے اس وقت تک لڑتے رہو جب تک کہ وہ مسلمان نہ ہوجائیں یا جزیہ دے کر اسلامی نظام کی سیاسی اطاعت قبول کرنے پر تیار نہ ہوجائیں) پس (اے علی) خدا کی قسم یہ بات کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعے کسی ایک شخص کو بھی ہدایت دے دے تمہیں ملنے والے سُرخ چوپائیوں سے کہیں بہتر ہے۔"

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

خیبر کے دن ارشاد فرمایا " لَاُعْطِیَنَّ ھٰذِہِ الرَّایَۃَ غَدًا رَجُلًا یَفْتَحُ اللّٰہُ عَلٰی یَدَیْہِ کل میں یہ جھنڈا ایک ایسے شخص کو دوں گا کہ اللہ تعالیٰ اُس کے ہاتھ پر فتح دے دیں گے۔ یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَ یُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وہ اللہ سے محبّت کرتے ہوں گے اور اس کے رسول سے اور اللہ اور رسول کے وہ محبوب ہوں گے، ایسے آدمی کو کل میں جھنڈا دوں گا، پھر فتح ہو جائے گا خیبر کا علاقہ، خیبر کا علاقہ ایسے ہے جیسے لمبا علاقہ ہے خاصا طویل جیسے کمشنری ہو اور اُس کا کچھ حصّہ مدینہ منوّرہ کے قریب سے شروع ہو جاتا ہے اُس زمانے میں جو حد بندی تھی اُس سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ مدینہ منوّرہ سے بہت قریب سے یہ علاقہ شروع ہو جاتا تھا۔

اب یہ تقریباً نوے میل ہوگا۔ نوے یا سو میل بس اِس کے درمیان ہے جو وہاں کا مشہور قلعہ ہے جس کا یہ واقعہ ہے۔

خیبر کے علاقہ میں بہت قلعے تھے چھوٹے چھوٹے، لیکن ایک اُن کا قلعہ بڑا تھا جو اُن کے نواب کا تھا۔ سردار کا تھا اُسے فتح کرنے میں دُشواری پیدا ہوئی، اور وہ بنایا بھی بڑی عقلمندی سے ہے اُنھوں نے ایک پہاڑی چُنی ہے اُس پہاڑی پر اُنھوں نے بنایا ہے۔ اُس پہاڑی کے لیے راستے بھی ہر طرف سے نہیں ہیں ایک ہی طرف سے راستہ ہے اور باقی طرف ڈھال ہے بہت نشیبی جس پر چڑھا نہیں جا سکتا تو اُنھوں نے وہ قلعہ بڑا محفوظ کر کے اور بڑی تیاریوں سے بنا رکھا تھا ہر چیز اندر موجود تھی، کنواں بھی وہاں تھا پانی بھی تھا راشن تھا۔

دوسری کسی طرف سے یا پُشت پر سے حملہ کر دیں وہاں ایسا موقع نہیں تھا۔ اُس کی بناوٹ ہی اس طرح تھی اور پہاڑی ایسی چُنی گئی تھی جو جنگی نقطۂ نظر سے بہترین تھی اُس کو فتح کرنے میں دُشواری پیدا ہوئی، روایتوں میں یہ بھی ملتا ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ایک دن تشریف لے گئے، ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے، لیکن وہ علاقہ سر نہ ہو سکا وہ قلعہ فتح نہ ہو سکا، تو پھر آپ نے یہ فرمایا تھا کہ کل میں ایسے آدمی کو دوں گا کہ جو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبّت رکھتا ہے اور اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اُسے محبوب رکھتے ہیں اور فتح بھی ہو جائے گا اُس کے ہاتھ سے، تو کل سرداری کا جھنڈا اسے دوں گا۔ حدیث میں آتا ہے کہ رات کو لوگ سوچتے رہے گفتگو کرتے رہے۔ کُلُّھُمْ یَرْجُوْنَ اَنْ یُّعْطَاھَا ایسی بھی حالت تھی کہ ہر آدمی کو جو بلند پایہ حضرات

تھے - اُنھیں یہ اُمید ہوتی رہی کہ شاید مجھے دے دیا جائے اور معلوم نہیں کہ ایسے صحابہ کرام کتنے تھے کہ جنھیں یہ خیال تھا اور یہ اُمید تھی، جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے سب کے سب کُلُّھُمْ یَرْجُوْنَ اَنْ یُّعْطَاھَا ہر ایک کو بس یہ خیال تھا کہ پتہ نہیں کسے پسند فرماتے ہیں اور کسے وہ دے دیں، فقال اَیْنَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ نے دریافت فرمایا کہ علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ فَقَالُوْا ھُوَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یَشْتَکِیْ عَیْنَیْہِ لوگوں نے عرض کی کہ اُن کی تو آنکھوں میں تکلیف ہے اس لیے وہ نہیں ہیں یہاں، قَالَ فَاَرْسَلُوْا اِلَیْہِ فَاُتِیَ بِہٖ آپ نے فرمایا بلائیں اُنھیں، بلایا گیا۔ فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ عَیْنَیْہِ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کی دونوں آنکھوں میں تھتکارا اس طرح سے کہ لعاب دہن بھی چلا جائے آنکھ کے اندر فَبَرَأَ وہ ٹھیک ہو گئے اور ایسی ہو گئی آنکھ حَتّٰی کَاَنْ لَّمْ یَکُنْ بِہٖ وَجَعٌ جیسے کہ آنکھ میں تکلیف تھی ہی نہیں بالکل۔

حدیث شریف میں آتا ہے ایک جگہ کہ آپ نے فرمایا اَذْھِبْہُ حَرَّہٗ وَقَرَّہٗ (اے اللہ تو) اِن کی سردی گرمی مٹا دے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کبھی پھر اس کے بعد نہ سردی سے تکلیف ہوئی نہ گرمی سے تکلیف ہوئی وہ گرمی میں موٹا کپڑا پہن سکتے تھے اور تکلیف نہیں ہوتی تھی اور سردی میں نہ پہنیں تو تکلیف نہیں ہوتی تھی۔ یہ الگ روایات ہیں یہاں یہ ہے کہ آپ نے جب وہ ٹھیک ہو گئے۔ فَاَعْطَاہُ الرَّایَۃَ اُنھیں جھنڈا دیا وَقَالَ عَلِیٌّ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُقَاتِلُھُمْ یَکُوْنُوْا مِثْلَنَا میں اِن سے لڑوں گا حَتّٰی کہ یہ ہم جیسے ہو جائیں یعنی مسلمان ہو جائیں، ورنہ میں مار ہی کر دوں میں؟ اپنا ارادہ ہدایات لینے کے لیے پیش کیا ارشاد فرمایا اُنْفُذْ عَلٰی رِسْلِکَ آرام آرام سے جاؤ حَتّٰی تَنْزِلَ بِسَاحَتِھِمْ حَتّٰی کہ اُن کے آگے کا جو میدان ہے وہاں پڑاؤ ڈالو ثُمَّ ادْعُھُمْ اِلَی الْاِسْلَامِ اُس کے بعد پھر اُنھیں بلاؤ اُن سے گفتگو کرو۔ اسلام کی دعوت دو، وَاَخْبِرْھُمْ بِمَا یَجِبُ عَلَیْھِمْ مِنْ حَقِّ اللّٰہِ فِیْہِ اور اُنھیں یہ بتلا دو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا کیا چیزیں اسلام میں اسلام قبول کرنے کے بعد ان کے اُوپر واجب ہو جائیں گی۔ اسلام قبول کیے بغیر تو آدمی نہ نماز کا پابند ہوتا ہے نہ روزہ کا پابند ہوتا ہے نہ زکوٰۃ کا پابند ہوتا ہے، وہ تو آزاد ہے اُسے ایک ٹیکس دینا پڑتا تھا صرف جسے جزیہ کہا جاتا تھا وہ ٹیکس تھا ایک طرح کا باقی تمام چیزوں سے

وہ آزاد لیکن اسلام قبول کرنے کے بعد پھر تو نماز بھی پڑھنی ہوگی۔ روزہ بھی رکھنا ہوگا۔ زکوٰۃ بھی دینی ہوگی اور حج بھی کرنا ہوگا اور بہت حقوق بتا دیے قرابت داروں کے یہ حق ہیں۔ والدین کا یہ حق ہے اور کس کس کے حقوق ہیں بہت بڑی تفصیل ہے۔ بڑے احکام ہیں تو اُنھیں بتا دیں کہ اسلام لانے کے بعد اسلام میں اللہ کے احکام ماننے پڑیں گے اور اب تک کے موٹے موٹے احکام — بتا دیے۔ فَوَ اللّٰہِ لَاَنْ یَّھْدِیَ اللّٰہُ بِکَ رَجُلًا وَّاحِدًا اگر تمہارے ذریعے ایک آدمی کو بھی ہدایت ہوجائے اسے بھی تھوڑا نہیں سمجھنا چاہیے وہ بھی بڑی چیز ہے اگر تمہاری اس دعوت سے کوئی مسلمان ہوجاتا ہے تو خَیْرٌ لَّکَ مِنْ اَنْ یَّکُوْنَ لَکَ حُمُرُ النَّعَمِ تمہارے لیے سُرخ اُونٹوں سے بہت بہتر ہے یہ کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعے کسی کو ہدایت دے دیں یہ سُرخ اُونٹ عربوں کا ایک محاورہ ہے، خاص چیز تھی یہ یا تو متموّل لوگ ہی خرید سکتے تھے اُسے بہرحال وہ بڑا محبوب تھا تو اس کی مثال دی جاتی تھی کہ بہ نسبت اِس کے کہ تمہیں یہ چیز ملے یہ چیز ملے، یہ حاصل ہوجائے تو یہ بہت بہتر ہے حضرت علیؓ سے آپ نے یہاں جو کام لیا اور جو ارشاد فرمایا اُس میں پھر کامیابی ہُوئی وہ علاقہ واقعی فتح ہوگیا اُس دن اور وہ آج تک موجود ہے اور اُسی طرح موجود ہے یہ خدا کی قدرت ہے وہ بنا ہوا ہے پتھر سے گارے سے، لیکن موجود آج تک ہے — اب تو چودہ سو سال ہونے کو آگئے۔ ۷ھ کا یہ قصّہ ہے ۷ھ سے لے لیا جائے تو ۱۴۰۷ھ میں پورے چودہ سو سال ہوجاتے ہیں لیکن وہ موجود ہے چھتیں اُس کی کہیں کہیں سے خستہ ہوچکی ہیں۔ اَب خُدا جانے اُسے آثارِ قدیمہ والے ٹھیک رکھتے ہیں یا نہیں رکھتے وہاں کوئی نشانی ایسی ملی بھی نہیں جو آثارِ قدیمہ والوں کی نگرانی کا پتہ دیتی ہو۔ بہرحال وہ ہے موجود ممکن ہے خُدا نے اِسی طرح سے رکھ دیا ہو محفوظ کر کے کہ وہ مثال بنی رہے۔

اللہ تعالیٰ کے مقربین تھے یہ سب خُلفاء راشدین اللہ کے بڑے محبوب بڑے مقرب اور اسلام میں اِسی طرح درجہ بندی ان حضرات کی ہے کہ اوّل نمبر پہ ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اُن حضرات کا ساتھ نصیب فرمائے۔ (آمین)